Vol.5 No. 2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

نوجوانوں کے لیے پیغامِ اقبال

* حافظ ذیشان طاہر

پی ایچ ڈی اسکالر منہاج یونیورسٹی لاہور

**حافظہ فروا افتخار

لیکچرار شعبہ عربی، لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی لاہور

***ڈاکٹر قرۃ العین طاہرہ

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی لاہور ویمن کالج یونیورسٹی

****ڈاکٹر راحت اجمل

پرنسپل انٹر میڈیٹ / صدر شعبہ عربی، اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی لاہور

Abstract

Doctor Muhammad Iqbal's poetry has universal qualities because he was not only the poet but a great reformer, competent intellectual, distinct lawyer, successful politician, good teacher, true lover of Prophet (PBUH) and well aware about the modern times, this is the reason why Iqbal's poetry has the value of a comprehensive curriculum for the Muslim nation especially for youth. And no doubt, most of his poetry addresses educational, ideological and social reforms for youngsters to seek higher education, personal training and integration of conceit, determination and belief, continuous struggle, love for Prophet (S.A.W), uprightness and determination, adaption of poverty, narrative of modern time and places and to convert the downfall of Muslim nation into exaltation of the nation in a very impressive manner.

Key words: Muhammad Iqbal, Poetry, Youth, Muslim, Prophet (S.A.W.)

نوجوان کسی بھی قوم کی ترقی وخوشحالی، تحفظ وبقاء اور تسلسل کے لیے پہلی اینٹ سمجھے جاتے ہیں کیونکہ نوجوان طبقہ عزم ویقین، استقامت واستقلال اور خوداعتمادی وخودداری کی مجسم تصویر ہوتا ہے چنانچہ یہی نوجوان اپنے دین، تہذیب وتمدن، ثقافت وروایات اور نسل انسانی کی بقاء کی ضمانت سمجھے جاتے ہیں جبکہ انسان پیدائش سے لے کر موت تک مختلف مراحل سے گذرتا ہے جیسے: بچپن، لڑکپن، جوانی، ادھیڑ عمر، اور آخر میں اُس پر بڑھاپا چھا جاتا ہے، مگر حیاتِ انسانی کے آغاز میں وہی انسان جب فکری وعقلی نشوونما پا کر جوانی کی حد کو پہنچتا ہے تو اس کے بدن میں بجلی سی طاقت آجاتی ہے، وہ مختلف علوم ومعارف اور معاشرتی اقدار سیکھتا ہے۔ اپنے اچھے مستقبل، تعلیم اور مالی آسودگی کے بارے میں سوچنے لگتا ہے، اسکی جرأت وہمت اور عزم و ارادہ میں پہاڑ جیسی بلندی اور آسمان جیسی وسعت آجاتی ہے، یوں وہ نوجوان عملی زندگی کے سفر پر چل نکلتا ہے۔

جب ہم اسلامی تاریخ اور عربی ادب کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ امر واضح ہوتا ہے کہ مسلم شعراء نے اپنی شاعری میں جہاں، فخر، حماسہ، وصف، مدح، ہجو، غزل، مرثیہ اور حکمت کو موضوع بنایا تو انہوں نے نوجوانوں کی اصلاح کو بھی شاعری کا بطور خاص موضوع بنایا، انہوں نے نوجوانوں کے بارے میں لاتعداد اصلاحی اور تربیتی اشعار کہے جن میں نوجوانوں کو دین اسلام اور محبت واتباعِ محمدی، تزکیہ نفس، اخلاق حسنہ، اور عظیم اسلامی تاریخ کے ساتھ منسلک رہنے کا درس دیا۔ اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے نوجوانوں کو لہو ولعب، نفسانی خواہشات اور دنیاوی زندگی کو مقصدِ حیات بنانے سے اجتناب کرنے کی نصیحتیں کیں۔

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، بلاشبہ انہیں صرف پاکستان ہی کا قومی شاعر نہیں بلکہ بجا طور پر شاعرِ مشرق اور شاعرِ اسلام کہا جاتا ہے، یہ وہی ڈاکٹر محمد اقبالؒ ہیں جنھوں نے برصغیر کے نوجوانوں کو اپنی شاعری کے ذریعے خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ غلام اور محکوم قوم میں آزادی کی تڑپ پیدا کی، جوانوں کو اُن کی روشن تاریخ، تہذیب، تمدن، ثقافت، روایات کا بھولا سبق یاد کروایا، مسلم نوجوان کو اپنے مرکز ایمان گنبدِ خضری سے تعلق کو پختہ کرنے کا درس دیا، خاص طور پر آپ نے اپنی شاعری سے نوجوانوں کو اعلی اخلاقی قدروں، تعلیم وتربیت، جہدِ عمل، بلند سوچ وفکر، صبر ورضا، توکل واستقامت، تعمیر خودی کا جو پیغام دیا۔

1۔ اقبال کا جوانوں سے اظہار محبت اور درس شاہین

ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے نوجوانوں سے اپنی محبت کا اظہار اس انداز میں کیا:

محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے

ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند[1]

ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے جوانوں کو شاہین سے تعبیر دے کر حقیقت میں جوانوں کو بلند پروازی، غیرت و حمیت، جنون و جذبہ، فقر و خودی جیسی عظیم صفات کو اپنانے کی دعوت و ترغیب دی۔

تو شاہیں ہے، پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں[2]

ایک اور مقام پر شاعر نے نوجوانوں کو شاہ جُہدِ مُسلسل پر ابھارتے ہوئے کہا:

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ[3]

شاعرِ مشرق نے جوانوں کو انکے عظیم مقصد کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں[4]

مذکورہ بالا اشعار میں شاعر مشرق نے جواں ہمت، عالی عزم نوجواں سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ نوجوان طبقہ ہی ملت کی کشتی کو بحرانوں سے نکال سکتا ہے لہذا آج کے جوانوں کے چاہیے کہ وہ حکیم الامت کے اس پیغام کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنائیں۔

2۔نوجوانوں کو توحید کے انقلابی پیغام سے آگاہی۔
خطاب بہ جاوید سخنے بہ نژادنو میں ڈاکٹر محمد اقبال نے نوجوانوں کو کلمہ توحید کے انقلاب انگیز مفہوم کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

اے پسر، ذوق از من بگیر
سوختن در لا الہ از من بگیر
لا الہ گوئی! بگو از روئے جان
تا ز اندام تو آید بوئے جان
ایں دو حرف لا الہ گفتار نیست
لا الہ جز تیغ بے زنہار نیست
زیستن با سوز او قہاری نیست
لا الہ ضرب است و ضرب کاری است[5]

ترجمہ:"اے بیٹے! اب تو مجھ سے ذوق نگاہ سیکھ اور لا الہ میں مجھ سے جلنا سیکھ۔ کیا تو لا الہ کہتا ہے؟ اگر کہتا ہے تو روح میں ڈوب کر کہہ تاکہ تیرے جسم سے روح کی خوشبو آئے۔ لا الہ کے یہ دو الفاظ محض گفتار و قال نہیں بلکہ یہ بے زنہار تلوار ہے۔ اس لا الہ کے سوز کے ساتھ یا اس کے سوز میں جینا قہاری ہے۔ لا الہ ایک ضرب ہے اور کاری ضرب ہے۔"
ان اشعار میں ڈاکٹر محمد اقبال نے نوجوانوں کو لا الہ کا انقلابی مفہوم سمجھانے کے لیے اس بات پر زور دیا ہے کہ لا الہ کو قلب و جاں سے کہا جائے یعنی اللہ تعالی کی حاکمیت و اقتدار اعلیٰ کو وہ جوان تسلیم کرے گا جو اس کلمہ کو دل و جان سے کہے گا۔ آپ کے نزدیک لا الہ کی تلوار کی ضرب ہی کاری ضرب ہے جس سے ہر باطل کے خلاف جنگ جیتی جاسکتی ہے الغرض خطاب بہ جاوید کے آغاز میں ہی یہ اشعار نوجوانوں کو دین میں اخلاص، اثر انگیزی اور انقلاب آفریں پیغام سے آشنا کر رہے ہیں۔
3۔نوجوانوں کی تن آسانی پر تنبیہ و نصیحت۔
نوجوان جو کسی بھی قوم کی بقاء میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں اور اگر یہی نوجوان سستی و کاہلی اور تن آسانی کا شکار ہو جائیں تو پھر ترقی و خوشحالی کی راہیں مسدود ہو کر رہ جاتی ہیں چنانچہ جوانوں کی تن آسانی کے متعلق آپ نے فرمایا:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No. 2 2022

ترے صوفے ہیں افرنگی، ترے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی
امارت کیا، شکوہِ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زورِ حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلمانی
نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی
عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
اُمیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کی گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں[6]

مذکورہ بالا نظم میں شاعر مشرق نے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا کہ پُر آسائش زندگی گزارنا ترک کر دیں اور فاتح خیبر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شجاعت و قوت، سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا استغناء پیدا کریں تاکہ جوانوں میں وہ ایمان والی روح پروان چڑھ سکے جس سے مایوسی امید، عروج زوال میں بدل جائے الغرض آپ نے نوجوانوں کو اعلیٰ مقصد کے اپنانے کا درس دیا۔

4۔ عصر حاضر کے نوجوانوں کے فکری و عملی احوال کا بیان۔

آج کا نوجوان جس مایوسی، کم نگاہی، بے یقینی، کم ہمتی اور عزم ویقین کی دولت سے محرومی کا شکار ہے اسی کے متعلق ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا:

نوجوانان تشنہ لب، خالی ایاغ
شستہ رو، تاریک جاں، روشن دماغ
کم نگاہ و بے یقین و ناامید
چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید
مکتب از مقصود خویش آگاہ نیست
تابجذب اندرونش راہ نیست[7]

ترجمہ: "ہمارے نوجوان پیاسے اور خالی پیالوں والے ہیں۔ ان کے چہرے تو دھلے دھلائے یعنی چمک دار ہیں لیکن ان کی جانیں تاریک اور ان کے دماغ روشن ہیں۔ یہ نوجوان کم نگاہ، یقین کی دولت سے محروم اور ناامیدی کا شکار ہیں ان کی آنکھوں نے جہان کے اندر کوئی چیز نہیں دیکھی۔ مدرسہ اپنے مقصد سے آگاہ نہیں ہے اسی لیے اس نوجوان کے اندر جذبے تک راہ نہیں۔"

5۔ نوجوانوں کو اُن کے شاندار ماضی کی یاد دہانی کروانا۔

مسلمانوں نے اس دنیا پر کئی سو سال حکومت کی۔ انہوں نے عدل و انصاف، اخوت، مساوات پر مبنی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال نے اسی شاندار ماضی کی ایک جھلک نوجوانوں کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ:

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردوں تھا تُو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اُس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کُچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

تمدن آفریں خلاق آئین جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی شتر بانوں کا گہوارا
اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا
تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تُو گفتار وہ کردار، تُو ثابت وہ سیارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا[8]

درج بالا پوری نظم نوجوانوں کے لیے کہی گئی ہے جس میں شاعر مشرق نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اے مسلم نوجوان تو اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جس نے اس خطہ ارضی پر ایک طویل مدت تک شاندار حکومت کی ہے۔ مسلمانوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو شکست دی اور اپنے اندر صفات عالیہ اور اخلاق کریمانہ پیدا کیے جس کی بدولت فتوحات اُن کا مقدر بنیں مگر افسوس آج کا نوجوان صرف باتیں کرتا ہے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے کسی غیبی مدد کا منتظر رہتا ہے۔ در حقیقت عصر حاصر کے نوجوان کو اپنے آباء سے عملاً کوئی نسبت نہیں ہے پس جوانوں کو چاہیے کہ فکر اقبال کی روشنی میں اپنے اسلاف کی سیرت و سنت کو اپنائیں۔

6۔ جوانوں کو جہد مسلسل کا پیغام۔

شاہین اقبال کی شاعری میں نوجوانوں کے لیے بطور استعارہ استعمال ہوا ہے چنانچہ شاہین کی زبانی اقبال نے نوجوانوں نسل کو نہایت اہم پیغام دینے کی کوشش کی ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

بچہ شاہیں سے کہتا تھا عقاب سالخورد
اے ترے شہپر پہ آساں رفعت چرخ بریں
ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخ زندگانی انگبیں
جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر!
وہ مزا شاید کبوتر کے لہُو میں بھی نہیں[9]

ذکر کردہ تین اشعار کے ذریعے شاعر نے نوجوانوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ عملی جدوجہد کے بغیر زندگی کوئی شے نہیں ہے۔ ہر بلند ہمت، محنتی اور جفاکش انسان کی زندگی کا لطف اسی عمل پیہم میں موجود ہے اور سر محمد اقبال کی بھی یہی خواہش ہے کہ آج کا نوجوان اپنی زندگی میں محنت کا خوگر بن جائے۔

ایک اور مقام پر شاعر نے جہد مسلسل کے متعلق جوانوں سے فرمایا:

ہر چند کہ ایجادِ معانی ہے خداداد
کوشش سے کہاں مردِ ہنر مند ہے آزاد
خون رگِ معمار کی گرمی سے ہے تعمیر
میخانہ حافظ ہو کہ بتخانہ بہزاد
بے محنتِ پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شررِ تیشہ سے ہے خانہ فرہاد[10]

حکیم الامت نے مندرجہ بالا اشعار میں بھی جوانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ مرد ہنر مند کے لیے ہر لحہ کوشش کرنا لازم ہے کیونکہ اس کائنات میں جس قدر آبادکاری نظر آرہی ہے یہ سب مرد ہنر مند کے خون کی گرمی اور اس کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے ہے۔ آخر میں جوانوں کو کہا جا رہا ہے کہ جہد مسلسل کے بغیر کوئی جوہر حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس آج کے جوانوں پر بھی لازم ہے کہ علم و عمل کے میدان میں وہ دائمی محنت وجدوجہد کرنے کے عادی بنیں تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

7۔ نوجوانوں کو غیرت وحمیت کے اپنانے کا درس۔

غیرت کسی بھی انسان کے لیے اس کی زندگی کا جزو لازم ہوتا ہے مگر ایک مومن کے لیے غیرت ہی سب کچھ ہوتا ہے اسی لیے ڈاکٹر محمد اقبال نے نوجوانوں کو اس غیرت کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

غیرت ہے بڑی چیز جہان تگ ودو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سر دارا
حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہنر کر
کہتے ہیں کہ شیشے کو بنا سکتے ہیں خارا
افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ[11]

مذکورہ اشعار میں شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال نے نوجوانوں کو یہ پیغام دیا کہ اس دنیا میں سب سے بڑی شے غیرت وحمیت ہے اس غیرت کی وجہ سے ہی درویشوں کو حکومت وسلطنت کا تاج پہنایا جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غیرت مند افراد کے ہاتھوں میں ہی اقوام کی تقدیر ہوتی ہے اور معاشرہ کی اکائی ہر ہر فرد ملت کے ترقی وبقاء میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

8۔ ناموری کے لیے آہ سحر گاہی کی نصیحت۔

مومن کا کام صرف اور صرف بندگی باری تعالی ہے جس کے لیے سب سے بہترین وقت قبولیت صبح کا وقت ہے جس کی طرف شاعر نے اشارہ کیا:

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی[12]
نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھوگئی ہے چار سُو
نہ چھوڑ اے دل فغان صبح گاہی
اماں شاید ملے اللہ ھو میں[13]

ذکر کردہ اشعار میں حکیم الامت نے جوانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ اب تک دنیا میں جس قدر بھی بڑے بڑے نامور عالم وفاضل پیدا ہوئے ہیں ان سب کے ہاں ایک خصلت مشترک تھی وہ یہ کہ وہ سب کے سب صبح کے وقت اپنے رب کے حضور گڑ گڑانے، سجدہ ریزیاں کرنے والے تھے۔ اس کے ساتھ ہی شاعر نے مزید وضاحت کرتے ہوئے اس امر کی جانب اشارہ کیا کہ فکر و نظر کی پختگی، اصلاح، وسعت اور ظاہری وباطنی امن سکون کے لیے نسخہ کیمیا ایک ہی ہے اور وہ صبح کے وقت اپنے رب کریم کے حضور گریہ وزاری اور دعائیں کرنا ہے پس جوانوں پر لازم ہے کہ وہ اسلاف کی اس سنت پر عمل کریں تاکہ دونوں جہانوں میں سُرخُرو ہو سکیں۔

9۔ محفل رقص وشباب سے دور رہنا۔

وقت شباب حیات انسانی کا سب خطرناک اور اہم زمانہ ہوتا ہے کیونکہ اس زمانے میں قوت وطاقت، جرات وشجاعت اور عزم ویقین اپنے مکمل عروج پر ہوتا ہے اور اگر اس عمر میں انسان برائی کے راستے پر چل پڑے، لذت رقص وشباب کا عادی ہو جائے تو پھر دارین میں ناکامی اس کا مقدر بن جاتی ہے اور ملک وملت کی تباہی کا سفر زیادہ دور نہیں رہ جاتا۔ اسی لیے شاعر اسلام نے فرمایا:

ہے یاد مجھے نکتہ سلمان خوش آہنگ
دنیا نہیں مردان جفاکش کے لیے تنگ
چیتے کا جگر چاہیے شاہیں کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنی دانش و فرہنگ

Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کر بلبل وطاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ[14]

ذکر کردہ اشعار میں شاعر نے نوجوان نسل کو اس جانب متوجہ کیا ہے کہ وسائل کی کمی کا بہانہ بنانے کی بجائے محنت و کوشش کو اپنا مقصد حیات بنایا جائے کیونکہ یہ دنیا جفاکش مومن نوجوان کے لیے تنگ نہیں ہے۔اس میں جو کوئی جو بھی کوشش کرتا ہے اس کو وہ مل جاتا ہے۔مزید یہ کہ شاعر کے مطابق موجودہ فتنوں میں سے ایک موسیقی اور بے راہ روی ہے جس کا نوجوان نسل بہت تیزی سے شکار ہورہی ہے چنانچہ ڈاکٹر محمد اقبال نے نوجوانوں رقص و شباب سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

10۔نوجوان قیادت وسیادت کی خواہش کا اظہار۔

نوجوان اپنی بے مثال خود اعتمادی، عزم وہمت، یقین اور جستجو کے باعث قیادت کے انتخاب کے لیے اولین انتخاب قرار پاتے ہیں اسی لیے شاعر مشرق نے کچھ یوں کہا:

خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر
جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے
میرا عشق، میری نظر بخش دے[15]

درج بالا قطعہ میں شاعر مشرق نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اے میرے اللہ عقل و فکر کو غلامی سے آزاد فرمادے اور اس پُر تاریک دور میں سیاسی و معاشی اور معاشرتی قید سے رہائی کے لیے جوانوں کو بزرگوں کا راہبر وراہنما بنادے تاکہ نوجوان میدان کارزار میں عملاً حصہ لیتے ہوئے امت کی ہچکولے کھاتی ناؤ کو پار لگا سکیں۔مزید شاعر یہ التجاء کررہاہے کہ اے اللہ توجوانوں کو میری سوچ وفکر کی پیروی عطافرماتا کہ وہ کارزار حیات میں مردوانہ وار مقابلہ کرسکیں۔

11۔جوانوں کو نیازمانہ، نئے صبح وشام پیدا کرنے کی تلقین۔

شاعر مشرق گول میز کانفرنس کے لیے لندن تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے اپنے بیٹے جاوید کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط وصول کیا جس میں انہوں نے گراموفون لانے کی خواہش کی۔اس خط کے جواب میں ڈاکٹر محمد اقبال نے جاوید کے نام حکمت بھری ایک نظم لکھ کر بھیجی ایک خط لکھا:

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیازمانہ، نئے صبح وشام پیدا کر
خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ وگل سے کلام پیدا کر
اُٹھانہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے میناو جام پیدا کر
میں شاخِ تاک ہوں، میری غزل ہے میرا ثمر
میرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر
مرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر[16]

درج اشعار میں شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے بیٹے جاوید سے مخاطب ہوتے ہوئے نوجوانوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ راہ بندگی میں ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے اپنا مقام پیدا کریں اس کے ساتھ ساتھ اپنے دورِ پرآشوب میں اپنی جدوجہد اور عمل پیہم سے نیازمانہ اور نئے صبح وشام پیدا کریں تاکہ انفرادی واجتماعی سطح پر آزادی کا سورج طلوع ہوسکے۔اس کے بعد آپ نے بیٹے جاوید کو دل فطرت شناس کے ساتھ قوت گویائی سے محروم اشیاء سے کلام پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کی تلقین کی۔اے بیٹے اپنا مقام پیدا کرنے کے واسطے اہل مغرب کے احسان مت اٹھانا بلکہ اپنی تہذیب وتمدن پر بھروسہ کرتے ہوئے میدان عمل میں کود جانا تاکہ کامیابی تمہارا مقدر بن سکے۔اس کے بعد بیٹے جاوید کو نہایت اہم نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی ذات اور خودی کو

Vol.5 No. 2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کبھی مادیت کے ہاتھوں فروخت مت کرنا کیونکہ تیرے باپ کا طریق شروع سے غریبی وفقیری کا ہے نہ کہ امیری کا۔

12۔معاشرہ میں پسندیدہ جوان کے اوصاف۔

جوانی کی عمر میں تقویٰ وطہارت اور تزکیہ نفس اختیار کرنا یقیناً شیوہ پیغمبری ہے اور اس جوانی میں تقویٰ،طہارت اختیار کرنے کی طرف شاعر نے یوں متوجہ کیا:

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ،ضرب ہے کاری
اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صُلح تو رعنا غزالِ تاتاری
عجب نہیں ہے اگر اس کا سوز ہے ہمہ سوز
کہ نیستاں کے لیے بس ہے ایک چنگاری
خدا نے اس کو دیا ہے شکوہِ سُلطانی
کہ اس کے فقر میں ہے حیدری و کرّاری
نگاہِ کم سے نہ دیکھ اس کی بے کُلاہی کو
یہ بے کُلاہ ہے سرمایۂ کُلہ داری[17]

مندرجہ بالا نظم میں ڈاکٹر محمد اقبال نے واضح الفاظ میں یہ بیان کر دیا ہے کہ وہی جوان قبائل میں نمایاں مقام ومرتبہ حاصل کرے گا جس کی جوانی بے راہ روی سے پاک ہو گی اور میدان جہاد میں ضرب کاری ہو گی کیونکہ جنگ کے موقع پر یہی جوان بپھرے شیروں کی مثل دشمنان دین وملت پر حملہ کرنے والا ہوتا ہے اور آپس میں باہم صُلح کے وقت ہرن کی طرح نرم ونازک ہو جاتے ہیں۔

13۔خوددار نوجوانوں کا قومی سلامتی اور ترقی کا ضامن ہونا۔

درحقیقت نوجوان کسی بھی قوم کی بقاء،سلامتی اور ترقی وخوشحالی میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ قومی دفاع اور معاشی ترقی کا بوجھ انہی جوانوں کے کندھوں نے اٹھانا ہوتا ہے لہذا جس قوم کے نوجوان خوددار،پُراعتماد اور عزم ویقین کا پیکر اتم ہوں گے تو بجا طور پر وہی قوم اقوام عالم کی صف اول میں کھڑی ہو گی۔قومی ترقی اور خوددار نوجوان کے باہمی تعلق کے متعلق لکھا کہ:

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد
ناچیز جہان مہ وپروین ترے آگے
وہ عالَم مجبور ہے تو عالَم آزاد
موجوں کی تپش کیا ہے،فقط ذوق طلب ہے
پنہاں جو صدف میں ہے وہ دولت ہے خداداد
شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُردم ہے اگر تو تو نہیں خطرہ اُفتاد[18]

درج کردہ شعر میں شاعر نے قومی سلامتی کے ضامن نوجوانوں کی مندرجہ ذیل خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔

1۔خودی

2۔آسمان پر چاند ستاروں سے آگے کی دنیا کی تلاش

3۔اس کائنات کے اسرار رموز کی تلاش میں دریا کی موجوں کی طرح تلاطم پیدا کرنے کی ترغیب

4۔شاہین کی طرح باہمت نوجوان کبھی میدان عمل میں محنت کوشش سے نہیں ڈرتا بلکہ ہر لحہ اگلی منازل طے کرتے چلے جاتے ہیں۔

آج کے اکابرین کو چاہیے کہ وہ فکر اقبال کی روشنی میں نوجوان نسل کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کریں تاکہ وہ عملی طور پر دفاع وترقی وطن میں اپنا کردار ادا کر سکیں اور اگر ایسا نہیں ہو گا تو پھر شکست فاش مقدر ہو گی۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

14۔نوجوانوں کو فقر اختیار کرنے کی تاکید۔

فقر مؤمن کی شان اور زیور ہوا کرتا ہے کیونکہ مسلمان اپنے رب پر توکل کرتے ہوئے اپنا سب کچھ اپنے مولا کے حضور پیش کر دیتا ہے اور خود فقر کی آگ میں جلتا ہوا قرب الٰہی کی منازل طے کرتے کرتے اپنے رب تعالی کا محبوب بن جاتا ہے اور یہی فقر کُل انبیاءورُسل کا امتیاز اور صحابہ کرام وصالحین کی سنت رہا ہے اسی لیے شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے کلام میں فقر کے موضوع پر تاکیدی بحث کی ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

سماں الفقر فخری کا رہا شان امارت میں
بآب ورنگ وخال وخط چہ حاجت رُوئے زیبارا
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا[19]

لل

سطور بالا میں درج قطعہ کے ذریعے مسلم سلاطین وحکمرانوں اور خلفاء راشدین کی شان فقر کو بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح وہ عظیم لوگ سطنت وحکومت کے باوجود بھی فقر کی زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے تھے۔ان کی حدردجہ سخاوت کی انتہا یہ ہوا کرتی تھی کہ باوجود اس کے کہ خود کو ضرورت ہوتی مگر پھر بھی سائلوں کی خالی جھولیاں بھر دیا کرتے تھے۔اسی طرح شاعر مشرق نے فقر اور فقراء کی عظمت میں لکھا کہ:

فقر کے ہیں معجزات تاج وسریر وسپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ
علم کا مقصود ہے پاکی عقل وخرد
فقر کا مقصود ہے عفت قلب ونگاہ
علم فقیہ وحکیم، فقر مسیح وکلیم
علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
فقر مقام نظر، علم مقام خبر
فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ
علم کا موجود اور، فقر کا موجود اور
اشہد ان لا الہ، اشہد ان لا الہ [20]

ذکر کردہ اشعار کی تشریح کی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ شاعر نے فقر کو محض ایک وصف ذاتی کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ فقر کو ایک کرامت قرار دیا ہے جو انسان کو تخت ہی نہیں بلکہ شہنشاہوں کا بھی شہنشاہ بنا دیتا ہے اور مزید یہ کہ علم سے عقل وفکر میں واضحیت وپاکیزگی میسر آتی ہے جبکہ فقر کا مقصود قلب ونگاہ میں پاکیزگی ہے۔فقر سے مشاہدات کا دروازہ کھلتا ہے جبکہ علم سے معلومات سے واقفیت نصیب ہوتی ہے۔علم میں گناہ میں ملوث ہو جانے کا شبہ رہتا ہے جبکہ فقر ہر لمحہ ثواب ہی ثواب۔

اگر چہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے میسر ہے، تونگری سے نہیں
اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور وغیور
قلندری میری کچھ کم، سکندری سے نہیں
سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مؤمن کا، بے زری سے نہیں
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

قلندری سے ہوا ہے تونگری سے نہیں[21]

اس شعر میں شاعر مشرق نے غیرت مند وخوددار جوانوں کے وجود کو اپنے لیے سکندر ہونے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جوانوں کو یہ باور کروایا ہے کہ بندۂ مؤمن کا زوال بے زری سے نہیں ہوا بلکہ زوال کی وجہ فقر وغیرت سے محرومی ہے اور ساتھ یہ بھی کہا اگر فکر اقبال کو آج دنیا میں کوئی مقام ملا ہے تو صرف اور صرف فقر کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

جاوید کے نام سے کہے گئے اشعار میں فقر کی تلاش کرنے کی تاکید کرتے ہوئے حکیم الامت نے کیا ہی خوبصورت انداز میں فقر کے فوائد اور اُس کے مقاصد کو بیان کیا ہے۔ آپ نے لکھا کہ:

ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر
جس فقر کی اصل ہے حجازی
اُس فقر سے آدمی میں پیدا
اللہ کی شانِ بے نیازی
کُنجشک وحمام کے لیے موت
ہے اُس کا مقام شاہبازی
روشن اُس سے خِرد کی آنکھیں
بے سُرمۂ بُوعلی ورازی
حاصل اُس کا شکوہِ محمود
فِطرت میں اگر نہ ہو ایازی
تیری دنیا کا یہ سرافیل
رکھتا نہیں ذوق نے نوازی
ہے اس کی نگاہ عالم آشوب
در پردہ تمام کارسازی
یہ فقر غیور جس نے پایا
بے تیغ وسناں ہے مرد غازی
مومن کی اسی میں ہے امیری
اللہ سے مانگ یہ فقیری[22]

ذکر کردہ اشعار میں بھی شاعر مشرق نے فقر حجازی کو تلاش کرنے، اُسے اپنانے کا حکم دیا ہے کیونکہ اس فقر کی وجہ سے آدمی میں اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کا وصف پیدا ہو جاتا ہے جس سے اسے مقام ولایت وطہارت نصیب ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال فقیرانہ زندگی سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ نے جاوید نامہ میں لکھا ہے کہ:

من فدا اے آنکہ درویشانہ زیست
وائے آں کہ از خدا بیگانہ زیست[23]

ترجمہ: "میں اس (انسان کے قربان جاؤں جو درویشانہ زندگی بسر کرتا ہے اور افسوس ہے اس پر جو خدا سے بیگانہ ہو کر زندگی گزارے۔"

15۔ نوجوانوں کو صالحین کی صحبت اختیار کرنے کی تلقین۔

انسان رب تعالیٰ کی ایسی شہکار تخلیق ہے کہ جس کا باہم ایک ساتھ رہنا از حد لازم ہے یعنی انسان کا کسی بھی لمحہ انسانی تعلق کے بغیر زندگی گزارنا ناممکنات میں سے ہے جبکہ دین اسلام جو فطرت کے عین مطابق ہے اس نے انسان کی صُحبت ومجالست کی فطری ضرورت وحاجت کے متعلق واضح ہدایات دی ہیں کہ مجالست کی حدود وقیود کیا ہیں؟ اللہ عزوجل کی رضا کے لیے

Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ایک دوسرے سے محبت و صحبت کی اہمیت و فضیلت کیا ہے؟ صحبت بد کا انجام واثرات کس قدر خطرناک ہوں گے؟ زیر نظر سطور میں اولیاء اللہ کی صحبت و سنگت کی اہمیت کو فکر اقبال کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے کلام میں کیا ارشاد فرمایا ہے:

گر نیابی صحبت مرد خبیر
از اب وجد آنچہ من دارم بگیر
پیر رومی را بر فیق راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز
زانکہ رومی مغز را داند ز پوست
پائے او محک م فتد کوئے دوست[24]

ترجمہ:''اگر تجھے کسی ایسے باخبر مرد حق کی صحبت میسر نہ آئے تو تو پھر جو کچھ میں نے آباء واجداد سے حاصل کیا ہے تو وہ لے لے۔ تو پیر رومی کو اپنے راستے کا ساتھی بنالے خدا تجھے سوز وگداز عطا فرمائے۔ اس لیے کہ رومی مغز کو چھلکے سے پہچانتے ہیں۔ ان کے پاؤں دوست (محبوب حقیقی) کے کوچے میں مضبوطی میں پڑتا ہے۔''

مذکورہ بالا اشعار میں ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے بیٹے جاوید کو نصیحت کی کہ کسی باخبر اسرار ورموز سے واقف مؤمن کی صحبت اختیار کرو اور اگر میسر نہ آئے تو مجھ سے ہی وہ علوم و معارف حاصل کرلو جو میں نے اپنے بزرگوں سے حاصل کئے ہیں۔ مزید کہتے ہیں کہ اے بیٹے تو پیر رومی کو راہ حیات میں اپنا دوست چُن لے تاکہ تجھے سوز و گداز کی دولت میسر آسکے جس کے باعث تو دنیا میں نامور ہوسکے۔

ڈاکٹر محمد اقبال نے جاوید کے نام اپنی نظم لکھا کہ:

خودی کے ساز میں ہے عمر جاوداں کا سراغ
خودی کے سوز سے روشن ہیں امتوں کے چراغ
یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحب مقصود
ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ
ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبت زاغ
حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ
ٹھہر سکا نہ کسی خانقاہ میں اقبال
کہ ہے ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ دماغ[25]

مندرجہ بالا اشعار میں شاعر مشرق نے جاوید کو تنبیہ کی ہے اگر تو حیات جاوداں (ہمیشہ کے لیے زندگی) پانا چاہتا ہے تو اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ تو اپنی خودی کو قائم ودائم رکھے اور اس کی حفاظت میں لگے رہو۔ مزید کہا کہ اے بیٹے صحبت بد انسان کی عزم وہمت اور محنت و کوشش کے راستے میں بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے جیسا کہ اگر ایک شاہین بچہ بھی کوے کی صحبت میں بیٹھنا شروع کردے تو وہ بھی غیرت، خودداری، بلند پروازی جیسی صفات کو کھودیتا ہے اور بیٹے آگاہ رہنا تیرے زمانے میں شرم وحیا کو دفن کردینے والے ذرائع بہت زیادہ ہو چکے ہیں میں تیرے لیے دعا گو کرتا ہوں کہ تیرا ایمان سلامت رہے۔

16۔ جوانوں کی تکمیل ذات کے لیے اسرار خودی کی توضیح۔

خودی انسان کی عظمت کا اہم وصف ہے جس پر انسانی ذات و کردار کی ساری عمارت کھڑی ہوتی ہے اور اسی تربیت خودی کے باعث انسان بارگاہ الٰہی میں ارتقاء کی منازل طے کرتے کرتے اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ فکر اقبال میں خودی ایک مستقل باب کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ تربیت خودی کے عنوان پر ڈاکٹر محمد اقبال نے لکھا:

خودی کی پرورش و تربیت پہ ہے موقوف
کہ مشت خاک میں پیدا ہو آتش ہمہ سوز

Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

یہی ہے سرِ کلیمی ہر اک زمانے
ہوائے دشت و شعیب و شبانی شب و روز[26]

ذکر دہ اشعار میں حکیم الامت نے مشت خاک بنی آدم میں آتش معرفت و حقیقت تک رسائی کے لیے خودی کی تربیت و نشوونما کو لازمی قرار دیا ہے تاکہ جوانی کی عمر میں غیرت و حمیت اور عزم و یقین جیسی صفات پیدا ہو سکیں۔خودی انسان کو عالی مقام و مرتبہ تک پہنچا دیتی ہے جسے مفکر پاکستان نے یوں ذکر کیا:

برہنہ سر ہے تو عزم بلند پیدا کر
یہاں فقط سر شاہیں کے واسطے ہے کُلاہ
نہ ستارے کی گردش نہ بازئ افلاک
خودی کی موت ہے تیرا زوالِ نعمت و جاہ
اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غم ناک
نہ زندگی نہ محبت، نہ معرفت نہ نگاہ[27]

ذکر کردہ اشعار میں شاعر ملت اسلامیہ نے دستار و کلاہ کو شاہینی وصف کے طور پر بیان کیا ہے کیونکہ شاہین صفت جوان ہی اپنے حوصلے، عزم و ہمت اور توکل و یقین کی دولت کے باعث تاج پوشی کا حقدار بنتا ہے جبکہ انسانی زوال نہ ستارے کی گردش کی وجہ سے ہوتا ہے اور نہ ہی آسمان کی گردش کی وجہ سے بلکہ انسانی زوال خودی کی موت سے واقع ہوتا ہے جو کہ ہمارے مدارس میں ناپید ہیں۔انسانی دولت و وقار اور جملہ رفعتوں کا وجود سراسر حفاظت خودی کے باعث ہے بقول شاعر مشرق:

گراں بہا ہے تو حفظ خودی سے ہے ورنہ
گُہر میں آب گُہر کے سوا اور کچھ نہیں[28]

درج بالا شعر میں مفکر اسلام نے حقیقی دولت خودی کی حفاظت کو ہی قرار دیا ہے اور اگر خودی کی نعمت چھن گئی تو باوجود مال و دولت ذلت ہی ذلت رہ جاتی ہے جیسا کہ موتیوں کے بننے میں بنیاد وہ پانی ہوتا ہے جو مدتوں قید و بند رہ کر موتی کو زندگی بخش جاتا ہے اسی طرح خودی بھی شوکت انسانی کا لازمی حصہ بن جاتا ہے۔

17۔نوجوانوں کو زمانے کے فتنوں سے آگاہی اور حفاظت ایمان کی تاکید۔

حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال احوال زمانہ کی کامل خبر رکھنے والے تھے یہود نصاریٰ کی طرف سے ایمان کے خلاف کی جانے والی سازشوں سے بھی آگاہ تھے چنانچہ انہوں نے بیٹے جاوید کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

غارت گر دیں ہے یہ زمانہ
ہے اس کی نہاد کافرانہ
دربارِ شہنشہی سے خوشتر
مردان خدا کا آستانہ
لیکن یہ دور ساحری ہے
انداز ہیں اس کے جادوانہ
سر چشمہ زندگی ہوا خشک
باقی ہے کہاں مئے شبانہ!
خالی اُن سے ہُوا دبستان
جس گھر کا مگر چراغ ہے تُو

Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہے اُس کا مذاق عارفانہ[29]

شاعر مشرق نوجوان نسل کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ جدید دور میں ہر طرف نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، علمی وفکری اور عملی سطح پر ہر جگہ کفروالحاد اپنے پنجے گاڑھ رہا ہے گویا کفر کی اک لہر ہے جس نے ہر گھر کو گھیر لیا ہے جس سے بچنا بہت مشکل ہوتا نظر آرہا ہے۔ چنانچہ مفکر اسلام نے مغربی نظام تعلیم ہو یا فتنہ وطنیت الغرض ہر قسم کے فتنوں سے خبردار کیا تاکہ نوجوان جہاں اپنے دین وایمان کو بچاتے ہوئے زمانے کے فتنوں کا بطریق احسن مقابلہ کرسکیں۔

18۔ جوانوں میں عزم ویقین اور غیرت وبلند پروازی کے لیے شاہین سے تشبیہ۔

ڈاکٹر محمد اقبال کی شاعری میں شاہین ایک مرکزی استعارہ ہے جس کے ذریعے آپ نے جوانوں تک اپنے نظریات پہنچانے کی کامیاب کوشش کی۔ فکر اقبال میں شاہین غیرت و حمیت، جرات وشجاعت، اعتماد وخودداری، یقین وتوکل، استقامت ومجاہدہ کی صفات کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ شاعر مشرق نے شاہین کی صفت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ:

گزر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ وبیاباں میں
کہ شاہین کے لیے ذلت ہے کار آشیاں بندی[30]

اس شعر میں مفکر پاکستان نے شاہین کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے نوجوانوں کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح شاہین ایک جگہ مستقل گھونسلہ نہیں بناتا اور اس عمل کو اپنے لیے ذلت سمجھتا ہے لہذا اسی طرح اے نوجوانوں آپ بھی اس زمان ومکان کے محدود چکر سے نکل کر شاہین کی طرح زندگی گزارو، کائنات کو فتح کرو، شاہین کی مثل اعلی مقاصد متعین کرو۔ ایک اور مقام پر حکیم الامت نے فرمایا:

جوانوں کو میری آہ سحر دے
پھر ان شاہین بچوں کو بال وپر دے
خدایا میری آرزو یہی ہے
میرا نور بصیرت عام کر دے[31]

ان اشعار میں بھی شاعر نے جوانوں کو شاہین کے بال وپر عطا کیے جانے کی دعا کی جو ڈاکٹر اقبال کے ہاں شاہین کی اہمیت کو واضح کر رہی ہے۔ عصر حاضر کے جوانوں پر بھی لازم ہے کہ وہ شاہین کی صفات کو اپنی زندگی میں اپنائیں۔

19۔ مغربی تہذیب کی پیروی کی ممانعت۔

مغربی تہذیب کی بنیاد مادیت ولادینیت ہے جس کی وجہ سے ظاہرا اس میں خوشنمائی بھی نظر آتی ہے اور بالخصوص نوجوان طبقہ اس کی جانب برغبت مائل ہوتا جاتا ہیں جس کے بارے میں مفکر پاکستان نے فرمایا:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے[32]

اس مقام پر شاعر نے مغربی تہذیب کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی نوجوانوں کو یہ تلقین بھی کی کہ وہ مغربی تہذیب کی پیروی کرنا ترک کردیں۔

20۔ جوانوں کو سچ بولنے اور حلال کھانے کی تاکید۔

علامہ محمد اقبال نے نوجوانوں کو سچ بولنے کی نصیحت کی۔ آپ نے اپنے شعر میں کہا کہ:

سر دیں صدق مقال، اکل حلال
خلوت وجلوت تماشائے جلال[33]

اس شعر میں ڈاکٹر محمد اقبال نے جوانوں کو یہ بتایا کہ دین کا راز سچ بولنے اور حلال روزی میں ہے۔ خلوت ہو یا جلوت دونوں حالتوں میں اس ذات حق کے جمال کا نظارہ کرنے میں ہے۔

21۔نوجوانوں کو شعر کی بجائے نثر نگاری میں مہارت حاصل کرنے کی نصیحت۔

حکیم الامت ہر لحہ جوانوں کی راہنمائی اور بھلائی کے لیے متفکر رہتے چاہے شعر ہو یا نثر یا کوئی مجلس ہر جگہ جوانوں کی اصلاح کے لیے بے چین رہتے۔ طلبہ میں فن تحریر میں ملکہ پیدا کرنے کے حوالے سے آپ کا ایک واقعہ کچھ یوں ہے

"ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک روز شام کے وقت اسلامیہ کالج کے کچھ طلباء وفد کی صورت میں ڈاکٹر صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور ڈاکٹر صاحب سے مشاعرے کی صدارت کے لیے درخواست کی۔ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں کسی مجلس یا جلسہ کا صدر نہیں بنا چاہتا ہوں البتہ تم کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ تم لوگ شعر بازی سے دور رہو۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہندوستان کو اور خصوصا مسلمانوں کو شعر بازی کی ضرورت نہیں اور نہ ہر شخص اس کا اہل ہوتا ہے۔ شعر کہنے پر لوگ آسانی کے ساتھ اس لیے آمادہ ہو جاتے ہیں کہ بغیر پیسہ کوڑی شہرت ملتی رہتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ بہت کم شاعر ایسے ہیں جن کے کلام میں بقاء پائی جاتی ہے۔ آپ نوجوان ہیں، آپ کو اس غلطی میں نہیں پڑنا چاہیے، ضرورت نثر نگاروں کی ہے جو مطالعہ اور محنت کے بعد اردو زبان میں معلومات کا اضافہ کریں اور اپنے آپ کو اپنی ملت کو بہتر بنائیں۔ڈاکٹر صاحب کی اس مختصر تقریر سے سب طلبہ کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔اور سب کے سب بورڈنگ ہاؤس واپس چلے گئے۔"[34]

22۔مخلص و دیانتدار نوجوانوں سے شاعر مشرق کا اظہار محبت۔

حکیم الامت نے علم و فکر اور عبرت و نصیحت کے لیے مشرق و مغرب، عرب و عجم کا سفر اس دوران آپ نے علماء و فضلاء سے ملاقاتیں کی۔ سفر فلسطین کو یاد کرتے ہوئے شاعر مشرق نے کہا کہ:

"سفر فلسطین میری زندگی کا ایک نہایت ہی دلچسپ واقعہ ثابت ہوا ہے۔فلسطین کے زمانہ قیام میں متعدد اسلامی ممالک مثلا مراکش، مصر، یمن، عراق، شام، فرانس جاوا کے نمائندوں سے ملاقات ہوئی۔شام کے نوجوان عربوں سے ملکر خاص طور پر متاثر ہوا۔ان نوجوانان اسلام میں اس قسم کی خلوص و دیانت پائی جاتی تھی جیسی میں نے اطالیہ کے فاشسٹ نوجوانوں کے علاوہ کہیں اور نہیں دیکھی۔""[35]

23۔جوانوں کے لیے اقبال کی زندگی سے اطاعت والدین کا درس۔

شباب کی عمر میں ہر جوان بادشاہ ہوتا ہے اس کی خواہشات کے بحر بیکراں میں ایک تلاطم ہوتا ہے جس کے تحت ہر جوان کی اپنی زندگی کے مستقبل کی ایک منصوبہ بندی ہوتی ہے جس میں وہ کسی قسم کی رکاوٹ قبول نہیں کرتا۔ عمر شباب میں قدم رکھتے ہیں والدین کی طرف سے رشتہ ازدواج کا حکم وارد ہو گیا جس کے متعلق خالد نظیر صوفی لکھتے ہیں:

"آپ نے 1893ء میں سوا انیس برس کی عمر میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ان دنوں میں چونکہ سیالکوٹ میں امتحانات کا سینٹر نہیں تھا اس لیے آپ نے گجرات کے سینٹر سے میٹرک کا امتحان دیا تھا۔ وہ امتحان دینے گجرات گئے ہوئے تھے کہ وہاں کے سول سرجن خان بہادر عطا محمد صاحب نے انہیں دیکھا اور پسند فرمایا۔ چنانچہ اس وقت کے رواج کے مطابق والدین نے شادی طے کر دی۔ اگرچہ آپ اتنی کم سنی میں شادی کے لیے تیار نہ تھے مگر بزرگوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔اس بیوی سے دو بچے ہوئے۔"[36]

24۔احیائے اسلام کے لیے تحریک شبان المسلمین کی سرپرستی۔

بیسویں صدی میں جب ایک طرف خلافت اسلامیہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے تو دوسری طرف اسلامیان ہند غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ان حالات میں اہل علم و فضل نے جوانان ملت اسلامیہ کی طاقت کو بطور جماعت منظم کرنے کی غرض سے سوچ و بچار شروع کی جبکہ عملا اس کا قیام اور مرکزی عہدیداران کا انتخاب بھی ڈاکٹر محمد اقبال کی سرپرستی میں انجام پایا مگر بدقسمتی سے زندگی نے وفا نہ کی اور تحریک شبان المسلمین کامیابی کی سیڑھی نہ چڑھ سکی۔[37]

فی زمانہ جوانوں پر لازم ہے کہ وہ فکر اقبال کی روشنی میں اپنی طاقت کو منظم کریں تاکہ امت کے عروج کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔

25۔سیرت اقبال میں استاد کے ادب کا پہلو۔

ادب انسان کو اللہ تعالی اور اُس کے رسول ﷺ کے قُرب میں پہنچا دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر محمد اقبال اپنے بزرگوں، اساتذہ کے ادب میں حد درجہ محتاط و مستعد رہتے جیسا کہ جاوید اقبال نے اپنی کتاب زندہ رود میں لکھا کہ:

"اقبال کو 1923ء میں سر کے خطاب کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے گورنر پنجاب سے کہا کہ جب تک ان کے استاد میر حسن کی علمی خدمات کا اعتراف نہ کیا جائے وہ خطاب قبول نہ کریں گے۔ گورنر نے پوچھا میر حسن کی کوئی تصنیف؟ اقبال نے جواب دیا، میں خود اُن کی تصنیف ہوں۔ چنانچہ اقبال کے خطاب کے موقع پر سید میر حسن کو بھی شمس العلماء کا خطاب ملا۔ اقبال نے سید میر حسن کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا ہے:

مجھے اقبال اس سید کے گھر سے فیض پہنچا ہے
پلے جو اس کے دامن میں، وہی کچھ بن کے نکلے ہیں"[38]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

26۔جوانوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کا فروغ۔
شاعر مشرق کی ساری زندگی محبت وادب مصطفی ﷺ میں گزری یہاں تک کہ
اپنے اشعار میں بھی آپ ﷺ کا تذکرہ خوب عشق ومستی میں جابجا کرتے رہے جیسا کہ مقام مصطفی ﷺ کے متعلق فرمایا:

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ماز نام مصطفیٰ است[39]

ترجمہ:"محمد مصطفی ﷺ کا مقام مسلمان کے دل میں ہے ہماری عزت اور آبرو محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام مبارک سے ہے۔"
یہ اشعار اقبال کے ادب ومحبت رسول اللہ ﷺ کو ظاہر کررہے ہیں جو کہ ہر جوان کے لیے قابل فخر ونمونہ عمل ہے۔

حوالہ جات۔

[1]اقبال،سر محمد ڈاکٹر۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص155
[2]اقبال،سر محمد ڈاکٹر۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص69
[3]اقبال،سر محمد ڈاکٹر۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص165
[4]اقبال،سر محمد ڈاکٹر۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص120
[5]اقبال،سر محمد۔جاویدنامہ۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص175،176
[6]اقبال،سر محمد ڈاکٹر۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص120
[7]اقبال،سر محمد۔جاویدنامہ۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء178،179
[8]اقبال،سر محمد۔بانگ درا۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص212
[9]اقبال،سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص121
[10]اقبال،سر محمد۔ضرب کلیم۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص108
[11]اقبال،سر محمد۔ارمغان حجاز:کلیات اقبال۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2000ء۔ص712
[12]اقبال،سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص64
[13]اقبال،سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء
[14]اقبال،سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء
[13]اقبال،سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص.88
[14]اقبال،سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص82
[15]اقبال،سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص126
[16]اقبال،سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص150
[17]اقبال،سر محمد۔ضرب کلیم۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص138
[18]اقبال،سر محمد۔ضرب کلیم۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص65
[19]اقبال،سر محمد۔بانگ درا۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص212
[20]اقبال،سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص82
[21]اقبال،سر محمد۔ضرب کلیم۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص27
[22]اقبال،سر محمد۔ضرب کلیم۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص79

[23]اقبال، سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص183

[24]اقبال، سر محمد۔جاوید نامہ۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص184

[25]اقبال، سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص117

[26]اقبال، سر محمد۔ضرب کلیم۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص67

[27]اقبال، سر محمد۔ضرب کلیم۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص55

[28]اقبال، سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص55

[29]اقبال، سر محمد۔ضرب کلیم۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص76

[30]اقبال، سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص26

[31]اقبال، سر محمد۔بال جبریل۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص91

[32]اقبال، سر محمد۔بانگ درا۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص326

[33]اقبال، سر محمد۔جاوید نامہ۔لاہور:اقبال اکیڈمی پاکستان۔2002ء۔ص180

[34] سید شرافت علی،صہبا لکھنوی۔اقبال اور طالب علم۔"امیر الدولہ اسلامیہ ہائی سکول میگزین اقبال نمبر"۔مدیر عرشی۔لکھنو۔برقی پریس۔اکتوبر1938۔ص38تا41

[35] حمزہ فاروقی۔سفر نامہ اقبال۔لاہور:اقبال اکیڈمی۔ص233

[36]خالد نظیر صوفی۔اقبال درون خانہ۔لاہور:بزم اقبال۔(س۔ن)۔ج۔1۔ص26

[37]خواجہ عبدالحمید۔تحریک شبان المسلمین۔ا"قبالیات"مدیر بشیر احمد ڈار۔لاہور:اقبال اکیڈمی۔جولائی1967۔ص83تا91

[38]جاوید اقبال۔زندہ رود۔لاہور:اقبال اکیڈمی۔(س۔ن)ص77

[39]اقبال، سر محمد۔مثنوی اسرار و رموز۔لاہور:کریمی پریس۔1923۔ص20